بسم الله الرحمن الرحيم

صلی اللہ علیٰ حبیبہٖ سیدنا محمد وآلہٖ وسلم

اختیاراتِ مصطفیٰ ﷺ

از

محمد سعید احمد اسعد

ناشر مکتبہ سعیدیہ رضویہ
محمد اکرم سعید
جامعہ امینیہ رضویہ شیخ کالونی فیصل آباد
041-2658646,0300-7673260

نام کتاب ــــــــ اختیاراتِ مصطفےٰ ﷺ

مصنف ــــــــ محمد سعید احمد اسعد

تعداد ــــــــ

ناشر ــــــــ مرکزی دفتر سنّی اتحاد

کمپوزنگ ــــــــ السعید کمپیوٹرز امین پور بازار

ملنے کا پتہ

جامعہ امینیہ رضویہ
شیخ کالونی فیصل آباد
فون: 041-658646

حرفِ اوّل

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن۔ اَمّا بعد!

ناظرینِ کرام! ایک گروہ آجکل توحید کے نام پر یہ کہہ اور لکھ رہا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام ہوں یا اولیاء اللہ، ان میں سے کوئی بھی نہ تو کسی کو نفع دے سکتا ہے نہ نقصان۔ یہ حضرات تو کھجور کی گٹھلی پر موجود سفید چھلکے (قطمیر) کے بھی مالک نہیں۔

پاک وہند میں وہابیت کے معمارِ اوّل ''اسمٰعیل دہلوی'' نے ڈنکے کی چوٹ لکھا۔

''رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا'' (تقویۃ الایمان ص ۵۵ مطبوعہ میر محمد کراچی)

''جس کا نام محمد، یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں''

(تقویۃ الایمان ص ۴۳ مطبوعہ میر محمد کراچی)

پھر اسی پر بس نہیں کی جاتی بلکہ انبیاء کرام علیہم السّلام اور اولیاء کاملین رضوان اللہ علیہم اجمعین کیلئے خداداد قوّت واختیار ماننے والوں کو مشرک اور جہنّمی تک قرار دینے سے بھی دریغ نہیں کیا جاتا۔

لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم۔

ہاں اگر یہ کہا جاتا کہ خُداوندِ قدّوس کی عطا اور اسکے اِذن کے بغیر نہ تو کوئی نفع دے سکتا ہے نہ نقصان۔ اور اللہ تعالیٰ کی عطا کے بغیر کوئی بھی کسی چیز کا مختار نہیں۔ تو یہ بات سو فیصد حق اور درست ہوتی۔ لیکن محبوبانِ خُدا کے خُداداد اختیارات کی سرے سے ہی نفی کر دینا ہرگز درست نہیں ہے۔

عوام تک قرآن وسنّت کے عین مطابق ''صحیح عقیدہ'' پہنچانے کی غرض سے یہ چند سطور تحریر کی جارہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اُمید ہے کہ سلیم الطبع حضرات شکوک وشبہات کی فضا سے نکل کر راہِ حق قبول فرمائیں گے۔

وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم۔

مُختارِ کُل کا صحیح مفہوم

یہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کی عطا اور بخشش کے بغیر کوئی مخلوق سیّد الانبیاء صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سمیت نہ تو ایک ذرّہ کے بھی مالک ہیں اور نہ ہی کسی چیز کے مختار۔ جس مخلوق کے پاس جو بھی قوّت واختیار ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا فرمودہ ہے ساری مخلوق سے زیادہ شان، مرتبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلّی اللہ علیہ وسلّم کو عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کو اپنا خلیفہءِ اعظم، نائبِ اکبر بنایا ہے اسی لیے بعض حضرات آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو ''مُختارِ کُل'' بھی کہتے ہیں۔

لیکن ''مُختارِ کُل'' کا یہ مفہوم ہر گز ہر گز نہیں ہے کہ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو الوہیت سمیت ہر طرح کا اختیار حاصل ہے (معاذ اللہ) بلکہ صحیح مفہوم یہ ہے کہ اللہ کا نائب ہونے کی حیثیت سے، خاتم النبیین ہونے کی حیثیت سے اپنے دائرہ کار کے اندر اندر تمام اختیارات حاصل ہیں۔

اس کی ایک واضح مثال موجودہ دَور ۱۹۹۷ء سے قبل ۱۹۹۵ء میں ہمارے وطنِ عزیز پاکستان کے صوبہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ عارف نکئی تھے۔ پیپلز پارٹی نے اس وزیرِ اعلیٰ سے متعدّد اختیارات چھین لیے اس لیے یہ "مختارِ کُل" وزیرِ اعلیٰ نہیں تھا۔ ہاں اگر کوئی ایسا وزیرِ اعلیٰ آجائے جس کو اپنے دائرہ میں مکمّل اختیارات حاصل ہوں تو بلاشبہ اسے "مختارِ کُل وزیرِ اعلیٰ" ہی کہا جائے گا۔

لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہوگا کہ اس وزیرِ اعلیٰ کو وزیرِ اعظم کے بھی جملہ اختیارات حاصل ہیں یا صدر اور کمانڈر انچیف کے بھی۔ بس اپنے دائرہ کار کے اندر وہ "مُختارِ کُل" ہے۔ کسی اپنے سے بالا ہستی کے اختیارات اسے حاصل نہیں۔ اسی طرح سمجھ لیجیے کہ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم مُختارِ کُل ہیں تو اپنے دائرہ کار کے اندر اپنے سے بالا ہستی یعنی اللہ عزّ وجلّ کے اختیارات ہرگز ہرگز حاصل نہیں ہیں۔

نبیِ اکرم ﷺ خدا کے نائب ہیں

۱۔ارشادِ ربانی ہے:

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللہ۔

جس نے حکم مانا رسول کا اس نے حکم مانا اللہ کا۔

(پ۵ النساء ۸۰)

اللہ تعالیٰ خالق ہے معبود ہے جبکہ رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اللہ کی مخلوق ہیں، اس کے عبد ہیں دونوں ذات کے اعتبار سے الگ ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دے رہا ہے۔

۲۔ایک مقام پر یوں فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللہ

تحقیق جو لوگ بیعت کرتے ہیں تجھ سے وہ بیعت کرتے ہیں اللہ سے۔

(پ۲۶۔الفتح ۱۰)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے نبیِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم

کے دستِ اقدس پر بیعت کی تھی سوچنے کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے درمیان وہ کونسا تعلق ہے جس کی بناء پر اللہ تعالیٰ محبوب علیہ السّلام سے کی گئی بیعت کو اپنی بیعت قرار دے رہا ہے۔

۳۔ارشادِ ربانی ہے:

وَ مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ج

اور تو نے نہیں پھینکی مٹھی خاک کی جس وقت کہ تو نے پھینکی تھی لیکن اللہ نے پھینکی۔

(پ۔۹ الانفال ۱۷)

اسی کی تفسیر میں دیو بندی شیخ الاسلام علاّمہ شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں:

جب جنگ کی شدّت ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی کنکریاں لشکرِ کفّار کیطرف پھینکیں اور تین مرتبہ شاهت الوجوه فرمایا، خُدا کی قدرت سے کنکریوں کے ریزے ہر کافر کی آنکھ میں پہنچے وہ سب آنکھیں ملنے لگے، ادھر سے مسلمانوں نے فوراً ادھاوا بول دیا، آخر بہت سے کافر

کھیت رہے اسی کو فرماتے ہیں کہ گو بظاہر کنکریاں تم نے اپنے ہاتھ سے پھینکی تھیں لیکن کسی بشر کا یہ فعل عادۃً ایسا نہیں ہو سکتا کہ مٹھی بھر کنکریاں ہر سپاہی کی آنکھ میں پڑ کر ایک مسلّح لشکر کی ہزیمت کا سبب بن جائیں، یہ صرف خدائی ہاتھ تھا جس نے مٹھی بھر سنگریزوں سے فوجوں کے منہ پھیر دیئے۔

(تفسیر عثمانی ص ۲۳۱ مطبوعہ کراچی ص ۲۳۷ مطبوعہ مدینہ منورہ)

یہاں بھی سوچنے کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ اور اسکے پیارے محبوب علیہ السلام کے درمیان وہ کونسا تعلق ہے جس کی وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پھینکنے کو اللہ اپنا پھینکنا قرار دے رہا ہے۔

۴۔ ایک اور مقام پر یوں ارشاد فرمایا:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ

آپ فرما دیجئے اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو تا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو بخش دے۔ (پ ۳ آل عمران ۳۱)

یہاں بھی مقامِ غور ہے کہ بندہ اتباع تو نبی اکرم ﷺ کی کر رہا ہے لیکن اس کے صلہ میں اللہ تعالیٰ اس بندہ کے گناہ بھی بخش رہا ہے اور اس کو اپنا محبوب بھی بنا رہا ہے۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟

اس وجہ کو سمجھنے کے لیے مندرجہ ذیل مثال پر غور فرمایئے:

آجکل زمینوں، مکانات، دکانوں وغیرہ کے عام سودے ہوتے ہیں، بیچنے والا کبھی تو براہِ راست خریدار کے ہاتھ سودا بیچتا ہے اور کبھی کسی معتمد شخص کو مختار نامہ لکھ کر دے دیتا ہے اسے اپنا "مختار عام" مقرر کر دیتا ہے۔

پھر مختار عام کا بیچنا مالک کی اس ملکیت میں تصرف کرنا مالک ہی کا بیچنا اور تصرف کرنا قرار پاتا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے شریعت بنائی ۔ پوری شریعت حضور نبیِ اکرم ﷺ کے کنٹرول میں کر کے "مختار نامہ" اپنے محبوب علیہ السلام کے نام لکھ کر ان کو اپنا "مختار عام" بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔ اسی لیے رسولِ اکرم ﷺ کا بولنا اللہ کا بولنا، ان کی بیعت اللہ کی بیعت اور انکی

اطاعت اللہ کی اطاعت قرار پاتی ہے۔ اسی لیے تو آپ ﷺ کی اتباع گناہوں کی بخشش کا ذریعہ اور خداوندِ قدّوس کا محبوب بن جانے کا سبب ہے۔

نجدی شیخ الاسلام حافظ ابنِ تیمیہ لکھتے ہیں:

وَقَدْ اَقَامَهُ اللّٰهُ (علیه الصّلوٰة والسّلام) مُقَامَ نَفْسِهٖ فِي اَمْرِهٖ وَنَهْيِهٖ وَاِخْبَارِهٖ وَبَيَانِهٖ۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو اپنے امر، نہی، خبر دینے اور بیان میں اپنا ہی نائب بنایا ہے۔

(الصارم المسلول ص ۴۱)

پاک و ہند میں وہابیت کے معمارِ اوّل شاہ اسمٰعیل دہلوی بھی لکھتے ہیں:

"ہمچنیں اصحاب ایں مراتبِ عالیہ وارباب ایں مناصبِ رفیعہ ماذونِ مطلق در تصرّف عالم مثال وشہادت می باشند۔ ایں کبار اولی الایدی والابصار را میرسد کہ تمامی کلیات، رابسوئی خود نسبت نمایند مثلاً ایشاں را میرسد کہ بگویند از عرش تا فرش سلطنت ماست و معنی ایں کلام آنست کہ از عرش

تافرش سلطنتِ مولائی ماست۔"

(صراطِ مستقیم فارسی ص ۱۰۱ مطبوعہ المکتبۃ السلفیہ)

"اسی طرح ان مراتبِ عالیہ اور مناصبِ رفیعہ کے صاحبان عالم مثال اور عالم شہادت میں تصرف کرنے کے مطلق ماذون ومجاز ہوتے ہیں اور ان بزرگواروں کو پہنچتا ہے کہ تمام کلیات کو اپنی طرف نسبت کریں۔ مثلاً ان کو جائز ہے کہ کہیں عرش سے فرش تک ہماری سلطنت ہے معنی اس کلام کا یہ ہے کہ عرش سے فرش تک ہمارے مولا کی سلطنت ہے۔"

(صراطِ مستقیم اُردو ص ۱۳۹ مطبوعہ ادارہ نشریات اسلام لاہور)

خُداوندِ قدوّس کے نائب کی حیثیت سے نبیِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو تشریعی اختیارات بھی حاصل ہیں اور تکوینی بھی۔ پہلے ہم آپ صلّی اللہ علیہ والہٖ وسلّم کے تشریعی اختیارات بیان کریں گے پھر تکوینی۔

باب اوّل

قبل اس کے کہ ہم نبیِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے خُداداد تشریعی اختیارات پر قرآن وسُنت کی واضح نصوص پیش کریں مناسب سمجھتے ہیں کہ سلف صالحین اور مخالفین کے بزرگوں کی آراء بھی آپ کے سامنے پیش کردیں تاکہ واضح ہوجائے کہ ہم اس مسئلہ میں متفرد نہیں ہیں۔

۱۔ حضرت شاہ عبدالحق محدّث دہلوی فرماتے ہیں:

آنحضرت رامیرسد کہ تخصیص کند بعض احکام را بہ بعض اشخاص واحکام مفوّض بود بوے برقول صحیح۔

"رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ والہٖ وسلّم کو اس بات کا اختیار ہے کہ بعض احکام کی بعض اشخاص سے تخصیص فرمادیں۔ اور احکام آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے سُپرد تھے۔ صحیح بات یہی ہے۔"

(اشعۃ اللمعات ص ۶۰۹ جلد ۱)

۲۔ یہی حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"مذہب مختار، کہ می گویند احکام مفوض ست بآنحضرت ہرچہ خواہد کندو

بہر کہ خواہد نکند و ہر کرا خواہد تخصیص نماید۔

"مذہب مختار (یہی ہے) کہ احکام نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سپرد ہیں جو چاہیں کریں، جس کے لیے چاہیں نہ کریں اور جس کے لیے چاہیں تخصیص فرمادیں" (اشعۃ اللمعات ص ۱۲۳۔۱۲۴ جلد ۴)

۳۔ پھر فرماتے ہیں:

"مذہب صحیح و مختار آنست کہ احکام مفوّض ست بحضرتِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم بہر کہ و بہر چہ خواہد حکم کند یک فعل بر یکی حرام کند و بر دیگری مباح گرداند و ایں راامثلہ بسیار ست کما لایخفی علی المتتبع۔ حق جلّ و علیٰ پیدا کردہ و شریعت نہادہ و ہمہ برسُول خود و حبیب خود سپردہ است صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم"۔

"صحیح اور مختار مذہب یہی ہے کہ احکام رسُول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے سپرد ہیں، جس کو چاہیں جو چاہیں حکم فرمائیں۔ ایک ہی کام کسی پر حرام قرار دیں اور وہی کام دُوسرے کے لیے جائز قرار دیں۔ اور اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں جیسے کہ تتبع کرنے والے پر مخفی نہیں ہے"۔

اللہ تعالیٰ نے پیدا فرما کر شریعت بنا کر ساری کی ساری اپنے رسُول،

اپنے پیارے حبیب صلّی علیہ وآلہٖ وسلّم کے سُپرد کردی ہے۔

(مدارج النبوۃ ص ۱۸۳ جلد ۲)

۴۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

وَ فِي الحَدِ یث مِنَ الْفَوائِدِ غَیرِ مَا تَقَدَّمَ اَنَّ الْمَرجَعَ فِي الْاَحکامِ اِنَّمَا هُوَ اِلیَ النَّبيّ صلّی اللهُ علیه وَسَلَّمَ، وَاِنَّهٗ قَدْ یَخُصُّ بَعْضَ اُمَّتِهٖ بِحُکمٍ وَ یَمْنَعُ غَیرَهٗ مِنْهُ وَ لَوکَانَ بِغَیرِعُذْرٍ۔

"گذشتہ فوائد کے علاوہ اس حدیث میں سے ایک اور فائدہ یہ بھی معلوم ہوا کہ احکام میں جس ذات کی طرف رجُوع کیا جائے گا وُہ حُضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کسی اُمتی کو کسی حکم کے ساتھ خاص فرماتے ہیں اور اسی بات سے دُوسرے کو منع فرما دیتے ہیں، خواہ کوئی عذر نہ بھی ہو۔"

(فتح الباری شرح صحیح بخاری ص ۱۶ جلد ۱۰)

۵۔ امام نووی فرماتے ہیں:

وَلِلشَّارِعِ اَنْ یَّخُصَّ مِنَ العمومِ مَا شَاء

"شارع کو اس بات کا اختیار حاصل ہے کہ عام حکموں میں سے جو

چیز چاہیں خاص فرمالیں۔"

۶۔امام عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں:

وَكَانَ لَهُ اَنْ يَّخُصَّ مَنْ شَآءَ بِمَا شَاءَ مِنَ الْاَحْكَامِ

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس بات کا اختیار حاصل ہے کہ جس کے لیے جو حکم بھی چاہیں خاص فرمادیں۔" (کشف الغمہ ص ۵۰ جلد ۲)

۷۔امام ملا علی قاری فرماتے ہیں:

وَمِنْ ثَمَّ عَدَّ اَئِمَّتُنَا مِنْ خَصَائِصِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّهٗ يَخُصُّ مَنْ شَآءَ بِمَاشَاءَ۔

اسی وجہ سے ہمارے آئمہ نے حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ خاصہ شمار کیا ہے کہ آپ ﷺ جسے چاہیں جو چاہیں خاص فرمادیں۔

(مرقاۃ شرح مشکوۃ ص ۳۲۳ جلد ۲)

۸ امام قسطلانی فرماتے ہیں

اَنَّهٗ كَانَ يَخُصُّ مَنْ شَآءَ بِمَا شَاءَ مِنَ الْاَحْكَامِ

نبی اکرم ﷺ کو اس بات کا اختیار حاصل تھا کہ جسے چاہیں جو چاہیں خاص

فرمادیں۔ (المواہب اللدنیہ ص ۶۸۹ جلد ۲ زرقانی علی المواہب ص ۳۲۲ جلد ۵)

۹۔ غیر مقلّدین کے پیشوا نواب صدّیق حسن خاں بھی لکھتے ہیں:

مذہب بعضی آنست کہ احکام مفوّض بود بوے صلی اللہ علیہ وسلم ہر چہ خواہد و بر ہر کہ خواہد حلال و حرام گرداند و بعضی گویند باجتہاد گفت و اوّل اصح و اظہر است۔

بُعض کا مذہب یہ ہے کہ احکام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد تھے جس کو چاہتے جو چاہتے حلال اور حرام فرما دیتے۔

اور بعض کہتے ہیں کہ اپنے اجتہاد سے فرماتے تھے۔ پہلا مذہب زیادہ صحیح اور زیادہ ظاہر ہے۔'' (مسک الختام شرح بلوغ المرام ص ۵۱۳ جلد ۲)

۱۰۔ دیوبندی عالم مولانا خلیل احمد سہارنپوری لکھتے ہیں:

فَظَاهِرُ هذا اَنَّهٗ اَسْقَطَ عَنْهُ ثَلٰثَ صَلوٰةٍ فَكَانَ مِنْ خَصَائِصِه صَلَّی اللّٰهُ علیه وَسَلَّمَ اَنَّهٗ یَخُصُّ مَنْ شَآءَ بِمَا شَاءَ مِنَ الْاُحْكَامِ وَیُسْقِطُ عَمَّنْ شَاءَ مَا شَاءَ مِنَ الْوَاجِبَاتِ۔

''اس حدیث کا ظاہر یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے تین نمازیں ساقط فرمادی تھیں۔

پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ آپ جسے چاہیں جو چاہیں کسی حکم کے ساتھ خاص فرمادیں۔ اور جس سے چاہیں کوئی بھی واجب ساقط فرمادیں۔"

(بذل المجہود فی حل ابی داؤد ص ۲۴۸ جلد ۱)

۱۱۔ وہابیہ کے ایک بڑے عالم محمد حسین بٹالوی (جنہوں نے انگریز کو درخواست دے کر اپنے لیے وہابی کے بجائے اہلحدیث نام الاٹ کرایا تھا) لکھتے ہیں:

بجز شارع موسس قانونِ شریعت اور کسی کا یہ منصب نہیں ہے کہ قانون عام شریعت سے کسی فرد کو مستثنیٰ کر دے اور جہاں اس حکم کی علت جس کا مدار حکم ہونا منصوص نہ ہو نہ پاوے وہاں سے اس حکم کو باوجود یکہ نص اس کو شامل ہو اٹھا دے۔

یہ منصب ہے تو شارع ہی کو ہے جو حقیقت حکم اور محل حکم سے بخوبی واقف ہے اور ضرر و نفع حال و مآل کو پہچانتا ہے۔ اور اس کی تخصیص و مستثنیٰ کرنے کے بعد بھی اس قانون کا عموم بقیہ افراد اور محلوں سے نہیں اُٹھ جاتا اور سوائےِ ان محلوں کے جن کو شارع نے مستثنیٰ کیا کسی اور محل کے مستثنیٰ

ہونے کا اندیشہ نہیں رہتا۔ وبناءً علیہ اس حکم کی عظمت وسیاست کا ازالہ نہیں ہوتا اور نہ غرض ومقصود حکم جس کے فوت ہونے کا دوسرے کے تصرّف سے ڈر تھا یہاں فوت ہوتا ہے جس محل یا فرد کو شارع مقنّن قانونِ شریعت نے مستثنیٰ کیا وہ مستثنیٰ رہے گا۔

اس کے سوائے اور محلوں اور فردوں میں حکم شارع اسی عظمت وسیاست وشان وشوکت سے قائم رہے گا۔

اسکی مثال:

آنحضرت ﷺ کا ٹخنے سے نیچے ازار رکھنے کی ممانعت سے حضرت ابو بکر صدّیق رضی اللہ عنہ کو مستثنیٰ کرنا ہے۔ اور نورِ نبوّت کے ذریعہ سے انکا سینہ فخر وتکبّر سے خالی دیکھ کر ازار کے نیچے ہو جانے میں (جو ان کی فربہی شکم کے سبب تھا) معذور رکھنا۔

بٹالوی صاحب دو مزید مثالیں لکھنے کے بعد لکھتے ہیں:

اگر یہ منصب سوائے شارع کے اوروں کو مِلجادے اور ان کو تخصیص اور مستثنیٰ کرنے کا اختیار حاصل ہو تو احکام شریعت (بجز چند احکام جنکی علّت معلوم نہیں) سب کے سب درہم برہم ہو جادیں۔

(اشاعت السنہ نمبر ۱۱ جلد ۲ ص ۳۲۸ ۔ ۳۲۹)

۱۲۔ ایک دیوبندی عالم مولانا سرفراز صفدر گکھڑوی جن کو اہلِ سُنت سے انتہائی بغض ہے اور وہ اہلسنت کے خلاف لکھتے ہوئے غلط حوالہ جات بھی ان کی طرف منسوب کر دیتے ہیں اور غلط عقائد بھی۔ انہوں نے نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اختیارات کی نفی پر ایک مستقل کتاب بھی لکھی ہے۔ ان کے قلم سے بھی اللہ تعالٰی نے اپنے محبوب علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے اختیار کو ثابت فرمادیا چنانچہ وُہ لکھتے ہیں۔

مولانا خلیل احمد سہارنپوری بذل المجہود (ص ۲۔ ۳ جلد ۱) میں فرماتے ہیں کہ نبی علیہ الصّلوٰۃ والسلام کو شرعاً اس کا اختیار تھا کہ وہ اُمتیوں میں سے کسی کی ملک میں بغیر اجازت تصرف فرما سکتے تھے:

حتّٰی جَازَلَہٗ اَنْ یَّشْتَرِقَ حُرًّا۔ یہاں تک کہ آزاد کو غلام بنانے کا اختیار بھی تھا۔ اگرچہ آپ نے ایسا نہیں کیا، اور اس کی دلیل یہ دیتے ہیں:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ

(الایۃ وفی فتح الباری ص ۳۲۸ ج ۱)

یجوز لہ التصرف فی مال امتہ دون غیرہ لانہ اولٰی بالمؤمنین من انفسھم واموالھم

(خزائن السنن ص ۶۷ جلد ۱)

قرآن حکیم اور نبی اکرم ﷺ کے تشریعی اختیارات

آیت:۱ وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذۡنِ اللّٰہِ

(پ ۵ النساء ۶۴)

ترجمہ: اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لیے کہ اللہ کے حکم سے اسکی اطاعت کی جائے۔

معلوم ہوا کہ رسول اکرم ﷺ جو حکم بھی صادر فرمائیں مومن پر اسکی تعمیل فرض ہے۔

آیت:۲ فَلَا وَرَبِّكَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوۡكَ فِیۡمَا شَجَرَ بَیۡنَهُمۡ (پ ۵ النساء ۶۵)

ترجمہ: تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں۔

معلوم ہوا جو شخص نبیِ اکرم ﷺ کا فیصلہ نہ مانے وہ بخدا مومن نہیں ہے۔

آیت:۳ وَمَا كَانَ لِمُؤۡمِنٍ وَّلَا مُؤۡمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰہُ وَرَسُوۡلُهٗۤ اَمۡرًا اَنۡ یَّکُوۡنَ لَهُمُ الۡخِیَرَةُ مِنۡ اَمۡرِهِمۡ ط وَمَنۡ یَّعۡصِ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَهٗ فَقَدۡ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیۡنًا۔ (پ ۲۲ سورۃ الاحزاب ۳۶)

ترجمہ: اور نہ کسی مسلمان مرد اور نہ کسی مسلمان عورت کو یہ حق ہے کہ جب اللہ اور اس کے رسول ایک کام کا فیصلہ فرمادیں تو ان کے لیے اپنے (اس) کام میں کوئی اختیار ہو اور جو نافرمانی کرے اللہ اور اس کے رسول کی تو وہ بے شک کھلی گمراہی میں بہک گیا۔

اس آیت کریمہ سے بھی معلوم ہوا کہ رسول اکرم ﷺ کے حکم اور فیصلہ کے بعد کسی مومن کو اس میں چوں وچرا کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔

آیت: ۴ وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ ج وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا ج ۔ (پ ۲۸ الحشر ۷)

ترجمہ: اور رسُول جو کچھ تمہیں دیں وُہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں رُک جاؤ۔

معلوم ہوا کہ رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ہر حکم کی تعمیل فرض ہے جس چیز کے کرنے کا حکم دیں اس کا کرنا ضروری اور جس چیز سے منع فرمادیں اس سے باز رہنا ضروری ہے۔

آیت: ۵ حضرت سیّدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السّلام نے بارگاہِ خداوندی

میں عرض کی اے رب العٰلمین ہمارے لیے دُنیا و آخرت میں بھلائی لکھ دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فَسَاَکْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوةَ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ ج اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰةِ وَالْاِنْجِیْلِ ز یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ وَیُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَیَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ کَانَتْ عَلَیْهِمْ ط فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ لا اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ع

(پ۹ الاعراف ۱۵۶۔۱۵۷)

ترجمہ: تو عنقریب میں نعمتوں کو ان کے لیے لکھ دوں گا جو ڈرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور وہ ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔ وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے کی جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توراۃ اور انجیل میں، وہ انہیں بھلائی کا حکم دے گا اور برائی سے منع فرمائے گا اور ستھری چیزیں ان

کے لیے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں انہیں حرام کرے گا اور ان پر سے وہ بوجھ اور گلے کے پھندے جو ان پر تھے اتار دے گا تو جو ان پر ایمان لائیں اور اسکی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اترا وہی بامُراد ہوئے۔

اس آیتِ کریمہ سے صاف صاف معلوم ہو گیا کہ نبی علیہ السلام ستھری چیزیں حلال فرماتے ہیں اور گندی چیزوں کو حرام۔

جماعت اسلامی کے بانی مولانا مودودی صاحب لکھتے ہیں:

اس آیت کے الفاظ اس امر میں بالکل صریح ہیں کہ اللہ نے نبی ﷺ کو تشریعی اختیارات (LEGISLATIVE POWER) عطا کیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کیطرف سے امر و نہی اور تحلیل و تحریم صرف وہی نہیں ہے جو قرآن میں بیان ہوئی ہے بلکہ جو کچھ نبی ﷺ نے حلال یا حرام قرار دیا ہے اور جس چیز کا حضور ﷺ نے حکم دیا ہے، یا جس سے منع کیا ہے وہ بھی اللہ کے دیے ہوئے ارشادات سے ہے اس لیے وہ بھی قانونِ خداوندی کا ایک حصہ ہے۔

(سنت کی آئینی حیثیت ص ۷۹)

آیت:۶ قَاتِلُوا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا یُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ۔

(پ ۱۰۔ التوبہ ۲۹)

ترجمہ: لڑو ان سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور قیامت پر اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جس کو حرام کیا اللہ نے اور اس کے رسول نے۔

اس آیت سے بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اپنے پیارے رسول ﷺ کو اشیاء کے حلال اور حرام کرنے کے اختیارات دیے ہیں۔

احادیثِ مبارکہ
اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریعی اختیارات

۱۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا اَمَرْتُكُمْ بِهٖ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

(ابن ماجہ شریف ص ۲)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں تم کو جس چیز کا حکم دوں وہ لے لو، اور جس چیز سے تم کو منع کروں اس سے رک جاؤ۔

یہ حدیث صحیح ہے اس کو دُنیائے وہابیت کے سب سے بڑے محدث ناصر الدین البانی نے بھی صحیح کہا ہے۔

(صحیح سنن ابن ماجہ ص ۵)

یہ ارشاد گرامی آیت کریمہ وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ

پ ۲۸ الحشر ۷ ہی کا بیان ہے:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس چیز سے منع فرمائیں اس سے رکنا کیوں ضروری

ہے؟ اس کی وضاحت کے لیے مندرجہ ذیل حدیث پاک ملاحظہ ہو:

حدیث ۲۔ حضرت سیدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کے رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مِثْلُ مَا حَرَّمَ الله۔

(سنن ابن ماجہ ص ۳، مشکوٰۃ شریف ص ۲۹)

ترجمہ: بیشک جس چیز کو اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے حرام فرمایا ہے وہ ایسے ہی ہے جیسے اللہ نے حرام فرمایا ہو۔

اس حدیث کے متعلق بھی البانی صاحب لکھتے ہیں:

"صحیح"۔ (صحیح ابن ماجہ ص ۷)

حدیث ۳۔ حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

حَرَّمَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لُحُوْمَ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ۔

(بخاری شریف ص ۸۳۰ جلد ۲)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے بستی کے گدھوں کا گوشت حرام فرمادیا۔

حدیث ۴۔ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَا تَشْرَبْ مُسْكِرًا فَاِنِّي

حَرَّمْتُ كُلَّ مُسْكِرٍ۔

(نسائی شریف ص ۳۲۵ جلد ۲)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نشہ آور چیز مت پی اس لیے کہ میں نے ہر نشہ آور چیز حرام کر دی ہے۔

ناصر الدین البانی اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:

"حسن الاسناد"

(صحیح سنن النسائی ص ۱۱۳۶ جلد ۳)

حدیث ۵۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ إِنَّ اللهَ وَرَسُولَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيرِ وَالْأَصْنَامِ۔

(بخاری شریف ص ۲۹۸ ج ۱ مسلم شریف ۲۳ ج ۲)

ترجمہ: حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ شریف میں فتح کے سال فرماتے سنا بیشک اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول نے خمر، مردار، خنزیر اور بتوں کی خرید و فروخت کو حرام کر دیا ہے۔

مندرجہ بالا احادیثِ مبارکہ پر غور فرمایئے تو آپ پر یہ بات واضح ہو جائے گی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کو حلت وحرمت کے اختیارات دے کر مبعوث فرمایا اور رسول اللہ ﷺ کا کسی چیز کو حرام قرار دینا اللہ ہی کا حرام قرار دینا ہے۔

حدیث ۶۔ عَن اَبی ھُریرَۃَ قالَ قالَ رَسُولُ اللہ ﷺ لو لاَاَنْ اَشُقَّ عَلیٰ اُمَّتِي لَاَمَرْتُھُمْ بِالسِّوَاکِ عِندَ کُلِّ صَلوٰۃٍ۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر میری اُمت پر شاق نہ ہوتا تو میں ان کو ہر نماز کے ساتھ مسواک کا حکم دیتا۔

(بخاری شریف ص ۱۲۲ جلد ۱، مسلم شریف ص ۱۲۸ جلد ۱، ترمذی شریف ص ۱۲ جلد ۱،)
(ابوداؤد شریف ص ۷ جلد ۱، نسائی شریف ص ۶ جلد ۱، ابوعوانہ ص ۱۹۱ جلد ۱)
(دارمی ص ۱۴۰ جلد ۱، بیہقی شریف ص ۳۷ جلد ۱، مسند احمد ص ۵۳۱ جلد ۲،)

اس حدیث کو وہابیوں کے سب سے بڑے امام ناصر الدین البانی نے صحیح قرار دیا ہے۔ (صحیح سنن ابن ماجہ ص ۱۲۴ جلد ۱، صحیح سنن ابی داؤد شریف ص ۱۱ جلد ۱)

اللہ تعالیٰ نے تو ہر نماز کے لیے مسواک فرض نہیں فرمائی لیکن نبی اکرم ﷺ چونکہ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کے نائب ہیں، آپ ﷺ کو تشریعی اختیارات

حاصل ہیں اسی لیے ارشاد فرمایا ''اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو میں ان کو ہر نماز کے ساتھ مسواک کا حکم کرتا'' اور ظاہر بات ہے کہ اگر آپ حکم فرمادیتے تو مسواک بھی فرض ہو جاتی۔

حدیث ۷۔ حضرت سیدّنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَولَا اَنْ اَشُقَّ عَلَى الْمُومِنِيْنَ لَاَمَرْتُهُمْ بِتَاخِيْرِ الْعِشَآءِ وَ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ۔

اگر میں مؤمنین پر شاق نہ دیکھتا تو ان کو عشاء کے مؤخر کرنے کا بھی حکم دیتا اور ہر نماز کے وقت مسواک کا بھی۔

(ابوداؤد شریف ص ۷ جلد ۱، باب السواک، مسند امام شافعی ص ۱۳)

(ابن ماجہ ص ۵۰، شرح السنہ ص ۳۹۲ جلد ۱، نسائی شریف ص ۹۳۔۹۲ جلد ۱)

اس حدیث کو ناصر الدین البانی نے صحیح قرار دیا ہے۔

(صحیح ابن ماجہ ص ۱۱۴ جلد ۱، صحیح سنن ابی داؤد ص ۱۱ جلد ۱)

حدیث ۸۔ حضرت زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِی لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاکِ عِنْدَ کُلِّ صَلٰوۃٍ وَلَاَخَّرْتُ صَلٰوۃَ الْعِشَاءِ اِلٰی ثُلُثِ اللَّیْلِ۔

ترجمہ: اگر میں اپنی اُمت پر شاق نہ دیکھتا تو ان کو ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دیتا اور عشاء کی نماز کو ایک تہائی رات تک مؤخر کر دیتا۔

(ترمذی شریف ص ۱۲ جلد ۱، باب ماجاء فی السواک شرح السنہ ص ۳۹۳ جلد ۱)

امام ترمذی نے اس حدیث کو لکھنے کے بعد فرمایا:

هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔ (ترمذی شریف ص ۱۳ جلد ۱)

ناصر الدین البانی نے بھی اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

(صحیح سنن ترمذی ص ۹ جلد ۱)

حدیث ۹۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

لَوْ لَا ضُعْفُ الضَّعِیْفِ وَسَقْمُ السَّقِیْمِ لَاَخَّرْتُ هٰذِهِ الصَّلٰوۃَ اِلٰی شَطْرِ اللَّیْلِ۔

اگر کمزور کی کمزوری اور بیمار کی بیماری کا مجھے خیال نہ ہوتا تو میں اسی نماز کو نصف رات تک مؤخر کر دیتا

(ابو داؤد شریف ص ٦١ جلد ١)
(نسائی شریف ص ٩٣ جلد ١)
(ابن ماجه شریف ص ٥٠ واللفظ للاوّل)

اس حدیث کو بھی البانی نے صحیح قرار دیا ہے۔

(صحیح سنن ابی داؤد ص ۸۵ جلد ۱، صحیح سنن نسائی ص ۱۱۸ جلد ۱)

(صحیح سنن ابن ماجہ ص ۱۱۵ جلد ۱)

حدیث ۱۰۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز کے لیے بہت تاخیر سے تشریف لائے تو فرمایا:

لَوْ لَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِی لَاَمَرْتُهُمْ اَنْ یُصَلُّوْا هٰكَذَا۔

اگر مجھے اپنی امت کی تکلیف کا خیال نہ ہوتو ان کو حکم کر دیتا کہ اس وقت نماز (عشاء) پڑھیں۔ (بخاری شریف ص ۸۱ جلد ۱، باب النوم قبل العشاء لمن غلب۔ مسلم شریف ص ۲۲۹ جلد ۱ واللفظ للبخاری۔)

مندرجہ بالا چار حدیثوں سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نمازوں کے اوقات میں بھی ردّ و بدل کا اختیار حاصل تھا۔

حدیث ۱۱۔ عَنْ خُزَیْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لِلْمُسَافِرِ ثَلَاثًا وَلَوْ مَضَی السَّائِلُ عَلٰی مَسْئَلَتِهٖ لَجَعَلَهَا خَمْسًا۔

حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

مسافر کے لیے (موزوں پر مسح کی مدت) تین دن مقرر فرمائی اور اگر سائل اور زیادہ سوال کرتا تو آپ اس کی مدت پانچ دن فرما دیتے۔

(ابن ماجہ ص ۴۲ باب ماجاء فی التوقیت فی المسح للمقیم وللمسافر)

اس حدیث کے متعلق بھی البانی صاحب لکھتے ہیں:

"صحیح" (صحیح سنن ابن ماجہ ص ۹۰ جلد ۱)

ابوداؤد شریف میں یہ الفاظ بھی موجود ہیں:

وَلَوِ اسْتَزَدْنَاهُ لَزَادَنَا۔

اگر ہم نبی اکرم ﷺ سے اس مدت میں اضافہ طلب کرتے تو آپ اس میں ہمارے لیے اضافہ فرما دیتے۔

(ابوداؤد شریف ص ۲۱ جلد ۱)

البانی صاحب اس کے متعلق بھی لکھتے ہیں:

"صحیح" (صحیح سنن ابی داؤد ص ۳۲ جلد ۱، باب التوقیت فی المسح۔)

ایک دیوبندی عالم خلیل احمد انبیٹھوی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

مَعْنَاهُ لَوْ كُنَّا نَسْأَلُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ الزِّيَادَةَ فِي وَقْتِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ عَلَى الثَّلٰثِ لَرَخَّصَنَا بِالزِّيَادَةِ عَلَى الثَّلٰثِ وَ لٰكِنَّا لَمْ نَسْئَلْهُ

الزِّيَادَةَ فَلَمْ يَزِدْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ عَلَى الثَّلٰثِ۔

اس کا معنی یہ ہے کہ اگر ہم رسول اللہ ﷺ سے موزوں پر مسح کی مدت میں تین دن سے زیادتی مانگتے تو حضور ﷺ ہمیں تین دن سے زیادہ کی رخصت بھی عطا فرمادیتے لیکن نہ ہم نے تین دن سے زیادہ کا سوال کیا پس آپ ﷺ نے تین دن پر مدت میں اضافہ بھی نہیں فرمایا۔

(بذل المجہود ص ۹۵ جلد ۱)

ایک وہابی عالم شمس الحق عظیم آبادی کہتے ہیں:

قال البَيْهَقِيُّ قَالَ الشَّافِعِيُّ مَعْنَاهُ لَوْسَأَلْنَاهُ أَكْثَرَمِنْ ذٰلِكَ لَقَالَ نَعَمْ۔

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا (صحابہ کرام کے اس ارشاد کہ لَوِاسْتَزَدْنَاهُ لَزَادَنَا) کا معنی یہ ہے کہ اگر ہم رسول اللہ ﷺ سے اس سے بھی زیادہ مانگتے تو آپ ﷺ ہاں فرمادیتے (عطا فرمادیتے)۔

(عون المعبود شرح ابی داؤد ص ۶۰ جلد ۱)

معلوم ہوا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ یہی تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو موزوں کے مسح کی مدت میں اضافہ کا اختیار حاصل تھا۔

حدیث ۱۲۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ فُضَالَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ عَلَّمَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ

ﷺ فِيمَا عَلَّمَنِي وَحَافِظْ عَلَى الصَّلٰوةِ الْخَمْسِ قَالَ قُلْتُ إِنَّ هٰذِهٖ

سَاعَاتٌ لِي فِيهَا أَشْغَالٌ " فَمُرْنِي بِأَمْرٍ جَامِعٍ إِذَا أَنَا فَعَلْتُهٗ أَجْزَأَ

عَنِّي فَقَالَ حَافِظْ عَلَى الْعَصْرَيْنِ وَمَا كَانَتْ مِنْ لُغَتِنَا فَقُلْتُ وَمَا

الْعَصْرَانِ فَقَالَ صَلٰوةٌ " قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَصَلٰوةٌ " قَبْلَ غُرُوبِهَا۔

(ابوداؤ دشریف ص ۶۱ جلد ۱)

ترجمہ: فضالہ بن عبید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سکھایا مجھ کو، تو یہ بھی سکھایا کہ محافظت کر پانچ نمازوں پر، میں نے کہا ان وقتوں میں مجھے بہت کام ہوتے ہیں تو ایک ایسی بات بتلایئے جب میں اس کو کروں کافی ہوجائے آپ نے فرمایا محافظت کر عصرین پر، ہماری زبان میں عصرین مروّج نہ تھا۔ میں نے پوچھا عصرین کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا'' دو نمازیں'' ایک قبل طلوع آفتاب کے، ایک قبل غروبِ آفتاب کے (یعنی فجر اور عصر کی نماز پر)

۔ (سنن ابی داؤ دشریف ترجمہ علامہ وحید الزمان غیر مقلد ص ۱۹۰ جلد ۱)

اس حدیث کے متعلق البانی صاحب لکھتے ہیں:

''صحیح'' (صحیح سنن ابی داؤد ص ۸۶ جلد ۱)

اس حدیث کی شرح میں ایک دیوبندی عالم خلیل احمد سہارنپوری لکھتے ہیں:

قَالَ احمدُ بِمُسْنَدِہٖ نامُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍنَا شُعْبَۃُ عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ نصرِبْنِ عَاصِمٍ عَنْ رَجُلٍ مِنهُمْ اَنَّہٗ اَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَا سْلَمَ عَلیٰ اَنَّہٗ لَا یُصَلِّیِ اِلَّا صَلوتَینِ فَقُبِلَ ذٰلِكَ مِنهُ فظَاهِرُ هٰذا اَنَّہٗ اَسْقَطَ عَنْہُ ثَلٰثَ صَلوٰۃٍ فَکَانَ مِن خَصَائِصِہٖ ﷺ اَنَّہٗ یَخُصُّ مَن شَاءَ بِمَا شَاءَ مِنَ الْاَحْکَامِ وَیُسْقِطُ عَمَّنْ شَاءَ ما شاءَ مِنَ الْوَاجِبَاتِ کَمَابَیَّنْتُہٗ بِکِتَبِ الْخَصَائِصِ فهٰذَا مِنهُ فالظا هِرُ اَنَّ هٰذَا الرَّجُلَ الْمُبْهَمَ بِاَحْمَدَ هُوَ فُضَالَۃُ فَاَنَّہٗ لَیْثِيٍ وَ نَصْرُ بْنُ عاصمٍ لَیثی فقال عَنْ رَجُلٍ مِنْهُمْ۔

امام احمد اپنی مسند میں فرماتے ہیں ہم سے حدیث بیان کی محمد بن جعفر نے وہ کہتے ہیں ہم سے حدیث بیان کی شعبہ نے قتادہ سے، انہوں نے نصر بن عاصم سے، انہوں نے قبیلہ کے ایک آدمی سے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو اس شرط پر اسلام قبول کیا کہ وہ صرف دو نمازیں پڑھا کرے گا۔ تو نبی اکرم ﷺ نے اس شرط کو قبول فرمالیا۔

اس حدیث کا ظاہری مطلب یہی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اسے تین نمازیں معاف فرمادی تھیں۔

یہ بات نبی اکرم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کو اس بات کا اختیار حاصل ہے کہ جسے چاہیں جو حکم ارشاد فرمادیں، اور جس سے چاہیں جو واجب چاہیں ساقط فرمادیں۔ جس طرح کہ میں نے اس مسئلہ کو کتاب الخصائص میں بیان کر دیا ہے پس یہ بھی اسی سے ہے۔

یہ بات بھی ظاہر ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ نے جس مبہم مرد کی روایت بیان کی ہے وہ "فضالہ" ہی ہیں اس لیے کہ وہ بھی لیثی ہیں اور نصر بن عاصم بھی لیثی ہیں۔ اسی لیے فرمایا عَنْ رَجُلٍ مِنْهُمْ اپنے قبیلہ کے ایک مرد سے۔

(بذل المجہود فی حل ابی داؤد ص ۲۴۸ جلد ۱)

لطیفہ: وہابیوں کو علمِ حدیث پر مہارت کا بڑا دعویٰ ہے لیکن ان کی حدیث دانی ملاحظہ ہو:

حافظ عبدالقادر روپڑی جو آجکل وہابیوں کے سب سے بڑے مناظر سمجھے جاتے ہیں کے چچا حافظ محمد عبداللہ روپڑی جو کہ مجتہد العصر کہلواتے تھے سے کسی نے پوچھا:

سوال: ایک مولوی صاحب نے مسئلہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اس نے آکر کہا کہ میں صبح اور عشاء کی نماز ادا کروں گا

اگر منظور ہو تو اسلام لاتا ہوں، آپ نے اس کو دو نماز پڑھنے کی اجازت دے دی۔ یہ حدیث کہاں ہے؟

(محمد طاہر ولد مولوی صدر دین سفیر مدرسہ غزنویہ)

جواب : یہ حدیث بالکل جھوٹ ہے کسی کتاب میں نہیں ہے۔

عبداللہ امرتسری روپڑی ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ

(فتاوی اہلحدیث ص ۳۹۷ جلد ۱)

اس پر ہم یہی کہہ سکتے ہیں:

لَعۡنَةُ اللهِ عَلَى الۡكٰذِبِيۡنَ۔

مذکورہ حدیث مسندِ احمد ص ۲۵ جلد ۵ پر موجود ہے۔

حدیث ۱۳ ۔ عَنۡ اَبِیۡ هُرَيۡرَةَ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوۡلُ اللهِ ﷺ فَقَالَ اَيُّهَا النَّاسُ قَدۡ فَرَضَ عَلَيۡكُمُ الۡحَجَّ فَحُجُّوۡا۔ فَقَالَ رَجُلٌ اَكُلَّ عَامٍ يَارَسُوۡلَ اللهِ فَسَكَتَ حَتّٰى قَالَهَا ثَلٰثًا فَقَالَ رَسُوۡلُ اللهِ ﷺ لَوۡ قُلۡتُ نَعَمۡ لَوَجَبَتۡ۔

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خطبہ پڑھا ہم پر رسول اللہ ﷺ نے اور فرمایا کہ اے لوگو تم پر حج فرض ہوا ہے سو حج کرو۔ ایک شخص نے کہا کہ ہر سال یا رسول اللہ! آپ چپ ہو رہے۔ اس نے تین بار یہی

عرض کیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال واجب ہو جاتا

(مسلم شریف ص ۴۳۲ جلد ۱، ترجمہ مسلم شریف از وحید الزماں ص ۳۶۴ جلد ۳)

(مسند احمد ص ۵۰۸ جلد ۲، سنن کبریٰ بیہقی ص ۳۲۶ جلد ۴، نسائی شریف ص ۱ جلد ۲)

(دار قطنی ص ۲۸۱ جلد ۲)

غور فرمائیے آج پوری دنیا میں سے کسی بھی عالمِ دین کے منہ سے اگر یہ مسئلہ بیان ہو جائے کہ مسلمان پر ہر سال حج کرنا فرض ہے۔۔ تو مسلمان پر ہر سال حج فرض نہیں ہو جائے گا بلکہ یہی کہا جائے گا کہ اس عالم نے غلطی کی ہے۔ علماء کا کام صرف مسئلہ بیان کرنا ہے علماء کے ہاتھ میں شریعت سازی کا اختیار نہیں ہے۔ لیکن محبوب ربّ العلمین ﷺ کی عظمت تو دیکھیے فرماتے ہیں حج ہر سال تو فرض نہیں ہے لیکن اگر میں آج تمہارے اس سوال کے جواب میں ہاں کہہ دیتا تو تم پر ہر سال حج فرض ہو جاتا۔ اس کا صاف اور صریح مطلب یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شریعت بنا کر اپنے محبوب علیہ السلام کو اس میں ردّ و بدل کا اختیار دے دیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا شریعت میں تصرّف اللہ تعالیٰ ہی کا فرمان سمجھا جائے گا۔

حدیث ۱۴ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ یَوْمٍ فَقَالَ مَنْ صَلّٰی صَلَاتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا فَلَا یَذْبَحْ حَتّٰی یَنْصَرِفَ فَقَامَ اَبُوْبُرْدَةَ بْنُ نِیَارٍ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَعَلْتُ فَقَالَ هُوَشَیْءٌ عَجَّلْتَهٗ قَالَ اِنَّ عِنْدِیْ جَذْعَةً خَیْرٌ مِنْ مُسِنَّتَیْنِ اَذْبَحُهَا قَالَ نَعَمْ وَلَا تَجْزِیْ عَنْ اَحَدٍ بَعْدَكَ۔

حضرت براابن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک دن (بقرعید) کے دن نماز پڑھائی۔ پھر فرمایا جو شخص ہماری سی نماز پڑھتا ہو۔ ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرتا ہو (یعنی مسلمان ہو) وہ اس وقت تک ذبح نہ کرے جب تک نماز پڑھ کر فارغ نہ ہو۔ یہ سن کر ابو بردہ بن نیار کھڑے ہوئے کہنے لگے مجھ سے ایسا ہو گیا ہے (نماز سے پہلے ذبح کر چکا ہوں) ابو برداء نے عرض کی میرے پاس بکری کا چھ ماہ کا بچہ ہے جو سال سال کے دو بچوں سے بہتر ہے کیا میں اس کو ذبح کر دوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں (ذبح کر دو) تمہارے بعد اور کسی کے لیے جائز نہیں ہے۔

(بخاری شریف ص ۸۳۴ جلد ۲، مسلم شریف ص ۱۵۴ جلد ۲)

(ترمذی شریف ص ۲۷۷ جلد ۱، نسائی شریف ص ۲۰۴ جلد ۲ ابوداؤد شریف ص ۳۱ جلد ۲)

اس حدیث شریف کا مفہوم بالکل واضح ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ جس امتی کو چاہیں کسی حکم سے مستثنیٰ فرمادیں۔ اسی بات کو حافظ ابن حجر عسقلانی نے بھی اس حدیث کی شرح میں بیان فرمایا ہے:

وَفِي الْحَدِيْثِ مِنَ الْفَوَائِدِ غَيْرِ مَا تَقَدَّمَ اَنَّ الْمَرْجَعَ فِي الْاَحْكَامِ اِنَّمَا هُوَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَاَنَّهُ قَدْ يَخُصُّ بَعْضَ اُمَّتِهٖ بِحُكْمٍ وَيَمْنَعُ غَيْرَهٗ مِنْهُ وَلَوْ كَانَ بِغَيْرِ عُذْرٍ۔

اس حدیث میں گذشتہ فوائد کے علاوہ ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ احکام شریعت میں جس کی طرف رجوع کیا جاتا ہے وہ نبی اکرم ﷺ ہیں۔

آپ ﷺ اپنے بعض امتیوں کو کسی ایک حکم سے خاص فرماتے ہیں اور دوسرے کو اسی حکم سے منع فرماتے ہیں اگرچہ کوئی عذر نہ ہو۔

(فتح الباری شرح صحیح بخاری ص ۱۶ جلد ۱۰ مطبوعہ لاہور)

حدیث ۱۵۔ کاتب وحی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں:

خُزَيْمَةُ الْاَنْصَارِيُّ الَّذِيْ جَعَلَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ شَهَادَتَهٗ شَهَادَةَ رَجُلَيْنِ۔

خزیمہ انصاری وہ ہیں جنکی گواہی کو رسول اللہ ﷺ نے دو مردوں کی گواہی قرار دیا تھا۔ (بخاری شریف ص ۳۹۴ جلد ا، ص ۷۰۵ جلد ۲)

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کو یہ اختیار حاصل تھا کہ چاہیں تو ایک شخص کی گواہی کو دو کے مساوی قرار دے دیں۔

یہاں لگے ہاتھوں وہ نظریہ ایک بار پھر پڑھ لیجیے، جو حافظ ابن حجر عسقلانی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، اما، قسطلانی، امام زرقانی، امام نووی، امام عبدالوہاب شعرانی، امام علی القاری، امام جلال الدین سیوطی رحمہم اللہ کا ہے اور جس کی تائید سرخیلِ وہابیہ نواب صدیق حسن خاں بھوپالی اور مشہور دیوبندی عالم خلیل احمد انبیٹھوی نے بھی کی ہے۔

"نبی اقدس ﷺ کو یہ اختیار حاصل تھا کہ جس شخص کے لیے جو چیز چاہیں خاص فرما دیں۔"

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے خصائصِ کبریٰ میں ایک مستقل عنوان قائم فرمایا ہے۔

باب اختصاصه ﷺ بانه یخص من شآء بما شآء من الاحکام۔

(خصائص کبریٰ ص ۲۶۲ جلد ۲)

نوٹ: حضرت خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کو یہ انعام ملنے کا پورا واقعہ ابوداؤد شریف ص ۱۵۲ جلد ۲ پر ملاحظہ ہو۔

حدیث ۱۶۔ آج دنیا کا کوئی عالم اپنے بیٹے کا رشتہ کسی سے طلب کرے، فریقِ ثانی رشتہ دینے سے انکار کردے تو وہ اس انکار کے باعث نہ گنہگار ہوگا نہ ہی کافر۔ لیکن نبی مکرم نورِ مجسم ﷺ کی عظمت وشان ملاحظہ ہو:
آپ ﷺ کے ایک منہ بولے بیٹے تھے جن کا نام تھا زید رضی اللہ عنہ۔ نبی مکرم ﷺ نے اپنے اس منہ بولے بیٹے کا رشتہ طلب فرمایا اس واقعہ کی تفصیل مودودی صاحب کے قلم سے ملاحظہ ہو:

"ابن عباس مجاہد، قتادہ، عکرمہ اور مقاتل بن حیان کہتے ہیں یہ آیت وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا۔
(پ ۲۲، الاحزاب ۳۶)
اس وقت نازل ہوئی تھی جب نبی ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کے لیے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کا پیغام دیا تھا اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا اور ان کے رشتہ داروں نے اسے نامنظور کر دیا تھا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ جب حضورﷺ نے یہ پیغام دیا تو حضرت زینب نے کہا انا خیر منہ نسبا۔ ’’میں اس سے نسبت میں بہتر ہوں‘‘۔ ابن سعد کا بیان ہے کہ انہوں نے جواب میں یہ بھی کہا تھا کہ لاارضاہ لنفسی وانا ایّم قریش ’’میں اسے اپنے لیے پسند نہیں کرتی، میں قریش کی شریف زادی ہوں۔‘‘ اسی طرح کا اظہارِ ناراضامندی ان کے بھائی عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے بھی کیا تھا۔ اس لیے کہ حضرت زید نبیﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے، اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا حضورﷺ کی پھوپھی (امیمہ بنت عبدالمطلب) کی صاحبزادی تھیں۔ ان لوگوں کو یہ بات سخت ناگوار تھی کہ اتنے اُونچے گھرانے کی لڑکی، اور وہ بھی کوئی غیر نہیں بلکہ حضورﷺ کی اپنی پھوپھی زاد بہن ہے، اور اس کا پیغام آپﷺ اپنے آزاد کردہ غلام کے لیے دے رہے ہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی، اور اسے سُنتے ہی حضرت زینب رضی اللہ عنہا اور ان کے سب خاندان والوں نے بلاتامل سرِ اطاعت خم کر دیا۔ اس کے بعد نبیﷺ نے ان کا نکاح پڑھایا، خود حضرت زید رضی اللہ عنہ کی طرف سے دس دینار اور ۶۰ درہم مہر ادا کیا، چڑھاوے کے کپڑے دیے اور کچھ سامان خوراک گھر کے خرچ کے لیے بھجوا دیا۔

یہ آیت اگرچہ ایک خاص موقع پر نازل ہوئی ہے، مگر جو حکم اس میں بیان کیا گیا ہے وہ اسلامی آئین کا اصل الاصول ہے اور اس کا اطلاق پورے اسلامی نظام زندگی پر ہوتا ہے اس کی رو سے کسی مسلمان فرد قوم یا ادارے یا عدالت، یا پارلیمنٹ یا ریاست کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ جس معاملہ میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کوئی حکم ثابت ہو اس میں وہ خود اپنی آزادی رائے استعمال کرے۔ مسلمان ہونے کے معنی ہی خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے اپنے آزادانہ اختیار سے دستبردار ہو جانے کے ہیں۔ کسی شخص یا قوم کا مسلمان بھی ہونا اور اپنے لیے اس اختیار کو محفوظ بھی رکھنا، دونوں ایک دوسرے کی نفی کرتے ہیں۔ کوئی ذی عقل انسان ان دونوں رویوں کو جمع کرنے کا تصور نہیں کر سکتا، جسے مسلمان رہنا ہو اس کو لازماً حکم خدا و رسول کے آگے جھک جانا ہوگا۔ اور جسے نہ جھکنا ہو اس کو سیدھی طرح ماننا پڑے گا کہ وہ مسلمان نہیں ہے۔ نہ مانے گا تو چاہے اپنے مسلمان ہونے کا وہ کتنا ہی ڈھول پیٹے، خدا اور خلق دونوں کی نگاہ میں وہ منافق ہی قرار پائے گا۔" (تفہیم القرآن ص ۹۸ جلد ۴)

معلوم ہوا جو شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اختیار کو تسلیم نہیں کرتا۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم

کے اس حکم کی نافرمانی کرتا ہے تو وہ فقد ضل ضللاً مبینا ۔ کا مصداق بن جاتا ہے۔

حدیث ۱۷۔ عَنْ اَبی ھُرَیْرَۃَ قَالَ اَتیٰ رَجُل " النَّبیَّ ﷺ فَقَالَ ھَلَکْتُ قَالَ مَا شَانُکَ قَالَ وَقَعْتُ عَلیٰ اِمْرَاءَ تِیْ فِیْ رَمَضَانَ قَالَ فَھَلْ تَجِدُ مَا تُعْتِقُ رَقَبَۃَ قَالَ لا قَالَ فَھَلْ تَسْتَطِیْعُ اَنْ تَصُوْمَ شَھْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ قَالَ لا قَالَ فَھَلْ تَسْتَطِیْعُ اَنْ تُطْعِمَ سِتِّیْنَ مِسْکِیْنًا قَالَ لا قَالَ اِجْلِسْ فَاُتِیَ النَّبِیُّ ﷺ بِعَرَقٍ فِیْہِ تَمْرٌ " فَقَالَ تَصَدَّقْ بِہٖ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللہِ ﷺ مَا بَیْنَ لَابَیْتَھَا اَھْلَ بَیْتٍ اَفْقَرَ مِنَّا قَالَ فَضَحِکَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ حَتّٰی بَدَتْ ثَنَایَاہُ قَالَ فَاَطْعِمْہُ اِیَّاھُمْ۔ وَقَالَ مُسَدَّدٌ " فِیْ مَوْضِعٍ آخَرَ اَنْیَابُہٗ۔

ترجمہ: حضرت سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا میں تو ہلاک ہو گیا۔ فرمایا تجھے کیا ہوا؟ عرض کرنے لگا کہ میں رمضان المبارک (کے روزہ) میں اپنی بیوی سے مباشرت کر بیٹھا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تیرے پاس ایک رقبہ (غلام یا باندی) آزاد کرنے کی استطاعت ہے؟ عرض کیا نہیں، فرمایا کیا

تو مسلسل دو ماہ کے روزے رکھ سکتا ہے؟ عرض کیا نہیں، فرمایا کیا تو ساٹھ ۶۰ مسکینوں کو کھانا کھلانے کی سکت رکھتا ہے؟ عرض کیا نہیں، فرمایا بیٹھ جا، پھر نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک کھجوروں کا تھیلا پیش کیا گیا۔ پھر فرمایا (روزہ توڑنے والے سے) ان کھجوروں کو لے جا کر صدقہ کر دے۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) پورے مدینہ طیبہ میں ہم سے زیادہ فقیر کوئی نہیں ہے۔ اس کی یہ بات سُن کر نبی اکرم ﷺ ہنسے کہ آپ ﷺ کے دانت مبارک بھی ظاہر ہو گئے۔

(ابوداؤد شریف ص ۳۲۵، جلد ا، کتاب الصیام بخاری شریف ص ۲۵۹ جلد ا) واللفظ للاوّل۔

معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ نے اس روزہ توڑنے والے کے کفارہ کو ساقط فرما دیا تھا۔

سوال: یہ کیسے معلوم ہوا کہ اس شخص کا کفارہ ساقط ہو گیا تھا۔

جواب: ابوداؤد شریف میں اسی حدیثِ مبارکہ کے بعد ایک اور سند سے بھی امام زہری کی حدیث موجود ہے جس میں یہ الفاظ بھی موجود ہیں:

زَادَ الزُّهْرِيُّ وَاِنَّمَا كَانَ هٰذَا رُخْصَةً لَهٗ خَاصَّةً فَلَوْ اَنَّ رَجُلًا فَعَلَ ذٰلِكَ الْيَوْمَ لَمْ يَكُنْ لَهٗ بُدٌّ مِنَ التَّكْفِيْرِ۔

زہری نے (اس میں) اس بات کا بھی اضافہ کیا ہے کہ یہ اس شخص کے لیے خصوصی رخصت تھی پس اگر آج کوئی شخص اس طرح کرے گا تو اس پر کفارہ لازم ہوگا۔ (ابو داؤد شریف ص ۳۲۵ جلد ۱)

ناصر الدین البانی نے بھی امام زہری کے اس قول کو صحیح قرار دیا ہے۔

(صحیح سنن ابوداؤد ص ۴۵۴ جلد ۲)

سوال: البانی نے یہ بھی تو لکھا ہے وقول الزہری خلاف الاصل۔

جواب نمبر ۱: البانی کا زہری کے قول کی تردید کرنا خود بلا دلیل ہے۔

نمبر ۲: امام ابوداؤد کا اپنی سند کے ساتھ زہری کے اس قول کو نقل کرنے کا یہی منشاء ہے کہ خود ابوداؤد کا اپنا نظریہ بھی یہی ہے۔

نمبر ۳: امام الحرمین بھی یہی نظریہ رکھتے ہیں۔

(فتح الباری ص ۱۷۱ جلد ۴ بذل المجہود ص ۵۷ جلد ۴ اوجز المسالک ص ۴۰ جلد ۳)

نمبر ۴: اس حدیث میں اچھی طرح غور کرنے سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے یہ تینوں چیزیں (۱۔ اعتاق رقبہ ۲۔ دوماہ کے مسلسل روزے ۳۔ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا) ساقط فرما دی تھیں۔

اس لیے کہ جب سرکارِ دو عالم ﷺ نے اس سے پوچھا کہ کیا تو رقبہ آزاد کرنے کی استعاعت رکھتا ہے؟ تو اس کا مطلب یہی تھا کہ اس کا کفارہ ایک رقبہ کی آزادی ہے۔ جب اس نے عرض کیا کہ نہیں یا رسول اللہ (علیہ السلام) تو پھر رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا کیا تو دو ماہ کے مسلسل روزے رکھ سکتا ہے؟ اس کا مطلب یہی تھا کہ اعتاق رقبہ ساقط اور دو ماہ کے مسلسل روزے لازم۔ جب اس نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ (علیہ السلام) تو آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ کیا تو ساٹھ 60 مسکینوں کو کھانا کھلانے کی استطاعت رکھتا ہے؟ اس کا مطلب یہی تھا کہ رقبہ کی آزادی اور دو ماہ کے مسلسل روزے دونوں ساقط اور ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا لازم۔ جب اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں یہ بھی نہیں کر سکتا کیونکہ اس پورے علاقہ میں مجھ سے زیادہ کوئی محتاج نہیں ہے۔

اب اگر اس پر کفارہ لازم رہتا تو سرکارِ دو عالم ﷺ فرما دیتے کہ بھئی ان تین میں سے ایک چیز تجھ پر بہر حال لازم ہے۔ لیکن نبی اکرم ﷺ نے یہ نہیں فرمایا بلکہ اپنی طرف سے کھجوریں دیکر ارشاد فرمایا جا کر اپنے اہل کو کھلا دے اس کا مطلب بالکل واضح ہے کہ پہلی تینوں چیزیں ساقط

نمبر۵: امام ابوداؤد نے زہری کا قول نقل کرنے کے بعد ایک اور سند سے

ایک اور حدیث مرفوع بیان فرمائی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

کُلْهُ اَنْتَ وَاَهْلُ بَيْتِكَ وَصُمْ يَوْمًا وَاسْتَغْفِرِ الله ان کھجوروں کو تو اور

تیرے گھر والے کھائیں۔ اور تو ایک روزہ رکھ اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت

طلب کر۔ (ابوداؤد شریف ص ۴۵۵، جلد ۲)

اس حدیث کو بھی البانی نے صحیح قرار دیا ہے۔

(صحیح ابوداؤد ص ۳۲۵ جلد ۱)

اگر اس شخص پر کفارہ بھی لازم رہتا تو سرکار ﷺ فرمادیتے کہ بھئی جب

فرصت ملے تو دو ماہ کے مسلسل روزے رکھ لینا لیکن سرکارِ دو عالم ﷺ نے

یہ نہیں فرمایا بلکہ ارشاد فرمایا ایک روزہ رکھ لینا۔ یعنی قضا لازم ہے، کفارہ

لازم نہیں۔

نمبر۶۔ مؤطا امام مالک میں حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کی ایک

مرسل حدیث موجود ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کُلْهُ وَصُمْ یَوْ مًا

مَكَانَ مَا اَصَبْتَ جا ان کھجوروں کو کھا اور جو روزہ تُو نے توڑا ہے اسکی جگہ

ایک روزہ رکھ لینا۔

(مؤطا امام مالک ص ۲۳۸)

نمبر۷: دار قطنی میں اسی کی تائید میں ایک ضعیف حدیث موجود ہے جو بطور شاہد پیش کی جارہی ہے:

حضرت علی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سائل کو کھجوریں دینے کے بعد ارشاد فرمایا فَانْطَلِقْ فَكُلْهُ أَنْتَ وَعِيَالُكَ فَقَدْ كَفَّرَ اللهُ عَنْكَ۔

تو جا ان کھجوروں کو تو بھی کھا اور تیرے بال بچّے بھی کھائیں بیشک اللہ تعالیٰ نے تیرا کفارہ ادا کر دیا ہے۔

(دار قطنی ص ۲۰۸، جلد ۲)

حدیث ۱۸ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰى أَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللهِ شَيْئًا اِلٰى وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ قَالَتْ كَانَ مِنْهُ النِّيَاحَةُ۔ قَالَتْ فَقُلْتُ يَارَسُولَ اللهِ اِلَّا آلَ فُلَانٍ فَاِنَّهُمْ كَانُوا اَسْعَدُونِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَابُدَّلِي مِنْ اَنْ اُسْعِدَهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اِلَّا آلَ فُلَانٍ۔

اُمّ عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، يُبَايِعْنَكَ

(ہم نے بیعت کی تو ہم نے جن جن چیزوں سے باز رہنے کی بیعت کی)

ان میں نوحہ بھی تھا۔ تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں کبھی نوحہ نہیں کرونگی مگر فلاں شخص کے قبیلہ میں اس لیے کہ وہ میرے نوحہ میں شریک ہوا کرتی تھیں۔ تو مجھے بھی ان میں شریک ہونا ضروری ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس شخص کے قبیلہ کے علاوہ نوحہ کرنا حرام ہے۔

(مسلم شریف ص ۳۰۴ جلد ۱، مسلم شریف مطبوعہ بیروت ص ۲۳۸ جلد ۶)

اسی حدیث کی شرح میں امام نووی لکھتے ہیں:

هٰذَا امحمول علىٰ التر خيص لام عَطيّته فِي آلِ فُلَانٍ خا صَةً كَمَا هُو ظَا هر وَلا تحل النيا حته لغير ها و لا لها فِي غَيرال فُلَا ن كَمَا هو صَرِيح فِي الحَدِ يث وللشا رع ان يخصّ من العموم ما شآء

یہ حدیث اُم عطیہ کے لیے خاص طور پر آلِ فلان پر نوحہ کی رخصت پر محمول ہے جیسا کہ ظاہر ہے اُم عطیہ کے علاوہ کسی اور کے لیے نوحہ حلال نہیں اور نہ ہی اُم عطیہ کے لیے بھی اس قبیلہ کے علاوہ کسی اور کے لیے نوحہ حلال ہے۔ جیسا کہ حدیث میں تصریح ہے۔ اور شارع کو اختیار حاصل ہے کہ عمومات میں سے جس چیز کو چاہے خاص کر دے۔

(نووی علی المسلم ص ۳۰۴ جلد ۱)

ہم نے ذخیرہ احادیث میں سے صرف ۱۸ حدیثیں بیان کی ہیں جن سے روزِ روشن کی طرح واضح ہُوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السّلام کے نام شریعت کا اسٹام لکھ دیا ہے جسے چاہیں جس حکم سے خاص فرما دیں۔

اگر تفصیل درکار ہو تو سیدی اعلیٰ حضرت مجددِ دین و ملّت مولینا شاہ احمد رضا خاں قدس سرہ کی کتاب الامن والعلیٰ کا مطالعہ کریں۔

زیر سرپرستی
بقیۃ السلف
فقیہ عصر حضرت قبلہ
مفتی محمد امین صاحب
دامت برکاتہم العالیہ
تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان سے ملحقہ ادارہ
قرآن فہمی اور عقائد اہل سنت کے تحفظ کا
پاکستان میں سب سے معیاری ادارہ
جامعہ امینیہ رضویہ فیصل آباد
خصوصیات
☆ شریعت مطہرہ کی پابندی
☆ مڈل پاس طلباء کو درس نظامی کے ساتھ ساتھ
میٹرک اور تنظیم المدارس کے امتحانات کی تیاری
☆ حفظ مع التجوید
☆ تعلیم کے ساتھ ساتھ طلباء کی اخلاقی تربیت
☆ رہائش وخوراک بذمہ ادارہ
جامعہ کا اعزاز
بورڈ اور تنظیم المدارس کے سابقہ نتائج
انتہائی شاندار
بورڈ اور یونیورسٹی
کے امتحان بھی دلوائے جاتے ہیں
شرائط داخلہ
کم از کم پرائمری پاس ہو
ناظرہ قرآن پاک پڑھا ہو
حفاظ کرام کو ترجیح دی جائیگی
نوٹ! زکوۃ صدقات عطیات کی ترسیل کیلئے اکاؤنٹ نمبر 8592
حبیب بینک لمیٹڈ گلبرگ کالونی فیصل آباد
منجانب:۔ جامعہ امینیہ رضویہ
شیخ کالونی فیصل آباد
041-2658646